"خطبہ حجۃ الوداع" بنیادی حقوق کے تناظر میں

تعارف: (Introduction)

خطبہ حجۃ الوداع کے تعارف سے پہلے حجۃ الوداع کا تعارف مناسب ہوگا۔ حجۃ الوداع سے مراد حضورؐ کا وہ حج ہے جسے آپؐ نے 10ھ میں تمام صحابہ کرام کے ساتھ اکٹھا ادا فرمایا۔ وداع کا معنی رخصتی ہے اور اس حج کو بھی حجۃ الوداع اس لئے کہتے ہیں کہ واقعہ میں حضورؐ کا یہ آخری حج ثابت ہوا اور اس کے بعد دنیا سے رخصت ہوئے۔ دوسری وجہ یہ کہ حضورؐ نے خود اس حج میں یہ ارشاد فرمایا۔

" لعلی لاالقاکم بعد یومی هذا " (۲).

گویا کہ خود حضورؐ کو اس حج کے وداعی ہونے کا احساس تھا اور خود لوگوں سے الوداع کہہ رہے تھے۔ تو حجۃ الوداع کا معنی وہ حج جس کے بعد حضورؐ دنیا سے وداع یعنی رخصت ہوئے یا وہ حج جس میں حضورؐ نے لوگوں سے الوداع کہا تھا۔ بہرحال حجۃ الوداع سے مراد حضورؐ کا یہ آخری حج ہے جو آپؐ نے ہجرت کے بعد پہلی مرتبہ ادا کیا تھا۔ ہاں قبل ہجرت متعدد حج ادا کئے ہیں لیکن تعداد میں اختلاف ہے صحیح تعداد متعین نہیں۔

خطبہ حجۃ الوداع کا تعارف اور اس کے محتویات و مشتملات:

حجۃ الوداع کے تعارف کے بعد اب خطبہ حجۃ الوداع کا مفہوم واضح ہوگیا ہوگا۔ یعنی وہ خطبہ جسے حضورؐ نے حجۃ الوداع کے

موقع پر صحابہؓ کے سامنے پیش کیا تھا۔ یہ حضور کی مختلف مقامات پر دیئے گئے ہدایات کا مجموعہ ہے۔ان میں دو خطبے تو بہت اہم ہیں۔ ایک خطبہ حضورؐ نے عرفات میں ارشاد فرمایا یہی خطبہ سنت رسولؐ کے طور پر اب بھی 9 ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں پڑھا جاتا ہے۔اور دوسرا خطبہ وہ ہے جو حضورؐ نے منیٰ میں ارشاد فرمایا۔ان کے علاوہ حضورؐ کے بعض دیگر موقعوں پر عمومی خطبات بھی شامل ہیں۔خلاصہ یہ کہ ان ساری ہدایات کو محدثین کی اصطلاح میں خطبہ حجۃ الوداع کہتے ہیں جن میں عرفات اور منیٰ کے خطبے بھی شامل ہیں اور مختلف مواقع پر حضورؐ کے دیگر عمومی خطبات شامل ہیں۔

اہمیت:

اس حقیقت میں ذرا برابر شک وشبہ نہیں کہ حضورؐ بحیثیت شارع کے جو بھی فرمائے اور جو عمل بھی سرانجام دے، ہمارے لئے حجت واجب العمل اور انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔صاف ارشاد ہے۔

" **وما ینطق عن الھویٰ ان ھوا لا وحی یوحیٰ** " (۱).

بنابریں تمام احادیث نبویہ ہمارے لئے اسوہ حسنہ کا مصداق اور زندگی کے ہر موڑ پر کامل نمونہ ہے۔لیکن حجیت، اہمیت اور نمونہ ہونے میں تمام احادیث کی مساوات کے باوجود بھی بعض احادیث نبویہ ایسے بھی ہیں جو کسی ایک وصف خاص میں دیگر احادیث سے ممتاز ہوتے ہیں۔مثلاً وہ احادیث جنہیں ’’جوامع الکلم‘‘ کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے اگر چہ دیگر احادیث کے ساتھ حجیت و اہمیت کے اعتبار سے بالکل مساوی ہیں لیکن جامعیت اور اختصار کے اعتبار سے دوسرے احادیث سے فائق ہیں اور اسی بنا پر انہیں امتیازی حیثیت دے کر جوامع الکلم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

بالکل اسی طرح خطبہ حجۃ الوداع بھی ہے جو اگر چہ حجیت میں تمام احادیث کے ساتھ مساوی لیکن اس لحاظ سے بہت اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں خصوصیت کے ساتھ ’’حقوق انسانی‘‘ کی مختلف جہات سے تفصیلی ذکر کی گئی ہے۔انسانی سوسائیٹی کے مختلف طبقات کے حقوق متعین کئے گئے ہیں۔مساوات باہمی کا قانون پیش کر کے طبقاتی اونچ نیچ کو جڑ سے اکھاڑا گیا ہے۔اور قومیت، وطنیت، لسانیت اور نسلیت کے بتوں کو پاش پاش کر دیا گیا ہے۔مختصر یہ کہ اس لحاظ سے بنیادی اہمیت رکھتی ہے کہ پورے عالم کے انسانوں کے لئے ایک دستور، قانون اور ہدایت نامہ ہے۔جس کو عملی جامہ پہنا کر انسانیت دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکتی ہے۔

ذیل میں خطبہ حجۃ الوداع کی اس حیثیت سے بحث کی جارہی ہے۔کہ یہ ’’حقوق انسانی کا ایک عالمی منشور‘‘ ہے۔جسے

سرورکائنات حضرت محمد مصطفیؐ نے اپنے آخری حج میں میدان عرفات میں پیش کیا ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع کی روایات متعلقہ حقوق:

خطبہ حجۃ الوداع میں حضورؐ نے مختلف موقعوں پر موقع ومحل کی مناسبت سے مختلف ہدایات دیں۔ان میں بعض حقوق اللہ پر مشتمل تھیں۔اور بعض حقوق العباد پر۔چونکہ ہمیں اس وقت مقصود حقوق انسانی کا بیان ہے۔اس لئے ہم حقوق العباد سے متعلق روایات کوذکرکرکے صرف انہی پر اکتفاء کریں گے۔

حضورؐ اونٹ پر تشریف فرماتھے: حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرمؐ اونٹ پر تشریف فرماتھے۔

ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے:

" لما کان فی حجة الوداع قام رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یومئذ مردف الفضل بن عباس علیٰ جمل ادم (۳).

" حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کیلئے ایک گندمی رنگ کے اونٹ پر کھڑے ہوئے اور آپ کے پیچھے فضل بن عباس بیٹھے ہوئے تھے۔اس کے بعد حضورؐ نے حقوق سے متعلق مختلف ہدایات دیں۔مختلف طبقات کے بارے میں حضورؐ نے حقوق کو متعین فرمایا۔ذیل میں ان مختلف طبقات کا ذکر کیا جارہا ہے

ماں کا حق:

اس خطبے کے دوران حضورؐ نے پہلی جو بات فرمائی۔وہ حقوق العباد سے متعلق اور عباد میں بھی ماں سے متعلق تھی۔ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد دوسرا درجہ باعتبار احسان وخدمت کے والدین کا ہوتا ہے اور پھر والدین میں بھی ماں کا درجہ اونچا ہے باپ کے درجے سے۔

ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے۔

کان اول ما تفوه به ان قال ان الله عز وجلّ یوصیکم بامها تکم ثم حمد الله عز و جل ثم قال ماشاء الله ان یقول " (۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی بات جو فرمائی وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ماؤں کے ساتھ حسن

سلوک کی تلقین کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور اس کے بعد جو ارشاد فرمانا چاہا، فرما دیا ''

غور کیا جائے تو اس روایت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ''ماں کے رُتبے'' کی خوب وضاحت ہو رہی ہے کہ حضورؐ نے سب سے پہلے ماں کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر فرمایا۔ حالانکہ موقع حج کا تھا لیکن پھر بھی ماں کے حقوق کا اہتمام فرمایا۔ قرآن نے بھی مختلف پیرایوں اور فصیح و بلیغ اسالیب میں ماں کی تکالیف و مشقتوں کا تذکرہ کر کے انسان کو ماں کے ادب واحترام اور حقوق کے بارے میں انتہائی تاکید فرمائی ہے۔

ایک مسلمان کے حقوق:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبے کے دوران ایک مسلمان کے حقوق کا تذکرہ بھی انتہائی فصیح و بلیغ اور موکدانہ انداز میں فرمایا:

'' ابو بکرة نفيع بن الحارث رضى الله عنه '' :

'' اى شهر هذا؟ قلنا الله ورسوله اعلم فسكت حتى ظننا انه سيسميه بغير اسمه قال اليس ذوالحجة؟ قلنا بلى قال فاى بلد هذا؟ قلنا الله ورسوله اعلم نسكت حتى ظننا انه سيسميه بغير اسمه قال اليس البلدة؟ قلنا بلى، قال فاى يوم هذا؟ قلنا الله ورسوله اعلم فسكت حتى ظننا انه سيسميه بغير اسمه، قال اليس يوم النحر؟ قلنا بلى، قال فان دماء كم و اموالكم قال محمد و احسبه قال واعراضكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا فى بلدكم هذا فى شهر كم هذا'' (۵)

یعنی تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں تم پر (آپس میں) اسی طرح حرام ہیں جیسے اس شہر اور اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے ''

غور کیا جائے تو ایک مسلم معاشرے میں ایک مسلمان کے حقوق کی رعایت اس سے زیادہ اور کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور ان حقوق کا تذکرہ مذکورہ اسلوب وعبارت سے زیادہ موکد انداز میں کس عبارت سے ہو سکتی ہے۔ کیسا حسین اسلوب کہ پہلے سوال جواب کی شکل میں مخاطب کے ذہن میں شہر، مہینہ اور زمن کے تقدس کا تعین اور پھر اس تقدس کو مشبہ بہ کے طور پر ذکر کر کے ایک مسلمان کے جان، مال اور آبرو کو اسی پر قیاس کیا۔ ظاہر ہے کہ اس طریق سے بات اوقع فی الذہن اور مستحکم ثابت ہوتی ہے۔

اب مسلمان کے حقوق کا خلاصہ یہ ہوا کہ اس کی جان، اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر قطعی حرام ہے۔ عقلاً

بھی اگر غور کیا جائے تو اس سے زیادہ حقوق متصور بھی نہیں جو ہم کہہ سکیں کہ ان حقوق کا تعین ناقص ہو چکا ہے۔ بلکہ اس جامع کلمہ میں ایک مسلمان سے متعلقہ تمام حقوق شامل ہوگئیں۔ یہاں تک حقوق کی رعایت کی گئی ہے کہ ایک دوسری روایت میں آیا ہے:

" حتی دفعة دفعها مسلم مسلماً بریدبه سوء احراماً " (٦)

" حتی کہ اگر کوئی مسلمان کو ناجائز طور پر اذیت پہنچانے کیلئے دھکا بھی دیتا ہے، تو وہ بھی حرام ہے "۔

بلکہ اسلام میں حقوق مسلم کی اس سے بھی زیادہ رعایت کی گئی ہے۔ وہ یہ کہ ایک مسلمان کو تکلیف پہنچانا دور کی بات ہے اس کے دل میں تحقیر بھی حرام ہے تو کتنی باریک بینی کے ساتھ رعایت حقوق کی گئی ہے۔ اور یہی اسلام ہی کا طرہ امتیاز ہے۔

حقوق الزوج والزوجۃ:

خطبہ حجۃ الوداع کے دوران حضورؐ نے ایک مسلمان مرد کے بحیثیت زوج (شوہر) اور ایک مسلمان عورت کی بحیثیت بیوی کے بھی حقوق کا تعین فرمایا۔

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ:

" فاتقو الله فی النساء فانکم اخذتموهن بامان الله واستحللتم فروجهن بکلمة الله ولکم علیهن ان لایوطئن فرشکم احدا تکرهونه فان فعلن ذلک فاضرابوهن ضرباً غیر مبرح ولهن علیکم رزقهن وکسوتهن بالمعروف " (٧)

" پس عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امان کے تحت اپنے نکاح میں لیا ہے اور خدا کی اجازت کے تحت ان کی شرم گاہوں سے فائدہ اٹھانا تمہارے لئے حلال ہے۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ کسی کو تمہارے بستر پامال نہ کرنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ پھر اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں اتنا مار سکتے ہو کہ چوٹ کا نشان نہ پڑے۔ اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم معروف کے مطابق ان کا رزق اور پوشاک انہیں مہیا کرو "۔

اس حدیث میں حضورؐ نے زوج کا یہ حق متعین فرمایا کہ اسکی بیوی شوہر کی عزت کی کامل حفاظت کرے گی اور بیوی کا یہ حق ذکر کیا کہ شوہر اس کے طعام اور لباس کا ذمہ دار ہوگا۔ ایک دوسری روایت میں زوج کا یہ حق بھی ذکر کیا گیا ہے کہ بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر شوہر کے مال سے کچھ بھی خرچ نہ کرے گی۔ چنانچہ ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے۔

" لا تنفق امرأة شیئا من بیت زوجها الا باذن زوجها قیل یا رسول الله ولا الطعام قال ذاک افضل اموالنا " (۸)

" کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر سے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے کہا گیا کہ یارسول اللہ کھانا بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تو ہمارا سب سے بہترین مال ہے " ۔

غور کیا جائے تو حضورؐ نے کیسے جامع انداز سے شوہر کی عزت اور مال ودولت کی حفاظت کا انتظام فرمایا اور اس طرح بیوی کو بھی نان ونفقہ سے بے نیاز کر کے اسے گھر کی مالکہ بنایا۔ اور یہ ایک زبردست حسن انتظام ہے کہ شوہر گھر سے باہر روزی کمائے گا۔ اپنے لئے بیوی اور اولاد کے لئے اور بیوی گھر میں رہ کر اولاد کی تربیت کرے گی۔ ساتھ ساتھ وہ اپنے شوہر کی عزت اور مال ودولت کی کامل حفاظت بھی کرے گی۔

خلاصہ یہ کہ اسلام نے شوہر اور بیوی دونوں کے حقوق کی کامل حفاظت کا انتظام فرمایا۔

حقوق الجار، (پڑوسی کے حقوق):

ایک مسلمان کے جتنے بھی حقوق اوپر ذکر کیے گئے (جان ومال اور آبرو کی حرمت) ان میں تمام مسلمان برابر کے شریک ہیں خواہ وہ والدین ہوں، پڑوسی ہو، زوج یا زوجہ ہوں، لیکن مختلف حیثیات سے انہیں اضافی حقوق بھی مل جاتے ہیں۔ جیسا کہ زوج اور زوجہ کے اضافی حقوق اوپر مذکور ہوئے تو اس طرح ایک پڑوسی کے بھی اضافی حقوق کا تعین کیا گیا ہے۔

ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ:

" اوصیکم بالجار فاکثر حتی قلت انہ سیورثہ " (۹)

" میں تمہیں پڑوسی کا خیال رکھنے کی تاکید کرتا ہوں۔ (ابوامامہ کہتے ہیں کہ) آپ نے یہ بات اتنی مرتبہ کہی کہ مجھے خیال ہوا کہ آپ پڑوسی کو وراثت میں بھی حق دار قرار دیں گے " ۔

درحقیقت پڑوسی کے حقوق کی رعایت میں بہت زبردست فلسفہ ہے کیونکہ جب ہر شخص اپنے پڑوسی سے تعاون وحسن سلوک کرے گا۔ تو ظاہر بات ہے پورا معاشرہ اتحاد واتفاق کی لڑی میں منسلک ہو کر امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گا۔ اور یہی دنیا جنت کا نمونہ پیش کرے گی۔ جیسا کہ دور صحابہؓ ودور خلافت راشدہ میں پورا اسلامی معاشرہ مجسم امن وسلامتی بن گیا تھا۔

مشرکین واہل کتاب کے حقوق:

خطبہ حجۃ الوداع کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین واہل کتاب کے حقوق کا بھی تعین فرمایا اور جب وہ اسلام لے آئے تو ان کیلئے تمام مسلمانوں کے برابر حقوق ہوں گے۔ان سے کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔

ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے۔

" من اسلم من اهل الكتابين فله اجره مرتين وله مثل الذى لنا و عليه مثل الذى علينا ومن اسلم من المشركين فله اجره وله مثل الذى لنا وعليه مثل الذى علينا " . (۱۰) .

" اہل کتاب یہود ونصاریٰ میں سے جو اسلام لے آئے گا۔اس کو دوہرا اجر ملے گا۔اس کے وہی حقوق ہوں گے جو ہمارے ہیں اور وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو ہماری ہیں اور مشرکین میں سے جو اسلام قبول کرلے گا۔اس کو بھی اس کا اجر ملے گا۔اوراس کے حقوق وفرائض بھی وہی ہوں گے جو ہمارے ہیں " ۔

یعنی اسلام لانے کے بعد اس کے سابقہ شرک کی وجہ سے اس کے حقوق میں تنقیص نہیں کی جائے گی بلکہ مسلمان ہوکر وہ تمام مسلمانوں کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی حقوق میں قانوناً برابر ہوں گے۔

معاہد کافر کے حقوق:

معاہد وہ کافر ہوتا ہے جس نے حکومت اسلامیہ کے ماتحت زندگی گزارنا قبول کیا ہو۔اسے ذمی بھی کہتے ہیں۔اسلام نے ذمی کے فرائض اور حقوق تفصیلاً متعین کیئے ہیں۔فرائض تو اجمالی طور پر یہ ہے کہ وہ مملکت اسلامیہ کے تمام قوانین کی پاسداری کرے گا۔اور حقوق اجمالاً یہ ہے کہ حکومت اسلامیہ اس کے جان ومال اور آبرو کی بہرصورت حفاظت کرے گی۔ساتھ ساتھ ان کو مکمل مذہبی آزادی ہوگی۔خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی حضورؐ نے معاہد کے حقوق کی طرف اجمالاً اشارہ فرمایا۔

قرہ بن عموصؓ سے روایت ہے کہ:

" قال القينا النبى صلى الله عليه وسلم فى حجة الوداع فقلنا يا رسول الله ما تعهد الينا قال اعهد اليكم ان تقيموا الصلوٰة وتوء توا الزكوة و تحجوا البيت الحرام و تصوموا رمضان فان فيه ليلة خير من الف شهر و تحرموا دم المسلم وماله والمعاهد الا بحقه و تعتصموا بالله والطاعة " . (۱۱) .

ترجمہ:...... " حجۃ الوداع کے موقع پر ہم نبی کریمؐ سے ملے تو ہم نے کہا کہ یارسول اللہؐ، آپ ہمیں کس چیز کی تاکید کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، میں تمہیں اس بات کی تاکید کرتا ہوں کہ تم نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، بیت الحرام کا حج کرو، رمضان کے روزے رکھو کیونکہ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اور تم مسلمان اور معاہد کافر کی جان اور اس کے مال کو حرام سمجھو، الا یہ کہ کسی حق کے تحت اس سے تعرض کیا جائے، اور تم اللہ کی فرمانبرداری اور اطاعت پر قائم رہو "۔

حدیث کے آخری حصے میں حضورؐ نے ایک مسلمان کے جان و مال کی حرمت کے ساتھ ساتھ معاہد کو بھی ذکر کیا۔ جس سے واضح اشارہ ملتا ہے کہ جان و مال کی حرمت میں دونوں برابر ہیں۔ حتی کہ اگر کسی مسلمان نے ذمی کو قتل کیا تو قصاص میں اسی مسلمان کو قتل کیا جائے گا۔ اس میں کفر اور اسلام کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

غلام لونڈیوں کے حقوق:

جاہلیت میں قبل از اسلام غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ جو انسانیت سوز سلوک کیا جاتا تھا وہ تاریخ کے کسی ادنی طالب علم پر مخفی نہیں۔ ان کی حالت جانوروں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر تھی۔ معاشرے میں انہیں کمترین خلائق شمار کیا جاتا تھا اور ان کو کوئی شہری، تمدنی یا ذاتی حقوق حاصل نہ تھے اور نہ اس معاشرے میں اس کا کوئی تصور تھا۔ خطبہ حجۃ الوداع کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں اور لونڈیوں کے بارے میں ایک تاریخی اعلان فرمایا۔

" ارقاء کم ارقاء کم ارقاء کم اطعمو هم مما تاکلون واکسوهم مما تلبسون فان جاء وا بذنب لا تریدون ان تغفروه فبیعوا عباد الله ولا تعذبو هم " (۱۲).

" اپنے غلام لونڈیوں کا خیال رکھو۔ اپنے غلام لونڈیوں کا خیال رکھو۔ اپنے غلام لونڈیوں کا خیال رکھو۔ جو تم خود کھاتے ہو، انہیں بھی کھلاؤ۔ جو تم خود پہنتے ہو، انہیں بھی پہناؤ۔ اگر ان سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہو جائے جسے تم معاف نہیں کرنا چاہتے تو اللہ کے ان بندوں کو بیچ دو لیکن انہیں عذاب نہ دو "۔

تو اس خطبے میں حضورؐ نے غلاموں اور کنیزوں کو شرافت انسانی سے ممتاز فرمایا۔ اور ان کو یہاں تک حقوق دیئے کہ کھانا اور پینا بھی کم درجے کا نہ ہونا چاہیے جس سے ان کی تحقیر لازم آتی ہو۔ ساتھ ساتھ ان کو عذاب دینے سے منع کیا گیا۔ بلکہ انتہائی اضطراری حالات میں انہیں عذاب دینے کی بجائے بیچنے کا حکم صادر فرمایا۔ دیگر احادیث میں حضورؐ نے غلاموں کے تفصیلی حقوق ذکر فرمائے ہیں قانون اسلامی میں غلاموں کو وہ وسیع حقوق دیئے گئے جن سے وہ آزادوں کے لگ بھگ پہنچ گئے۔ ان کا حال چرانے

والا، ان کو قتل کرنے والا، ان کی عورتوں کی آبروریزی کرنے والا، ان کو جسمانی نقصان پہنچانے والا خواہ آزاد ہو یا غلام، بہر صورت اس کو وہی سزا دی جائے گی جو آزاد لوگوں کے ساتھ ان جرائم کا ارتکاب کرنے والے کیلئے مقرر ہے۔ اس طرح اجتماعی زندگی میں وہ آزاد لوگوں سے کسی لحاظ سے بھی کم نہیں۔ قرون اولیٰ میں ان کو علم، سیاست، مذہب اور معاشرت غرض ہر شعبہ میں ان کے لئے ترقی کی راہیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور غلام ہونا ان کے لئے کسی حیثیت سے بھی رکاوٹ کا باعث نہ تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ غلاموں میں ہی بڑے بڑے اولیاء، محدثین، فقہاء اور صوفیاء گزرے ہیں۔ مثلاً امام مالکؒ کے استاد نافع حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے غلام تھے اور امام مالکؒ کو جس سلسلہ الذھب پر ناز ہے، اس کی ایک کڑی یہی نافع تھے۔ عکرمہ جو ائمہ مفسرین میں ہیں، خود غلام تھے۔ مکہ کے امام المحدثین عطاء بن رباح، یمن کے امام طاؤس بن کیسان، مصر کے امام یزید بن حبیب، شام کے امام مکحول، الجزیرہ کے امام میمونؒ بن مہران، خراسان کے امام ضحاک، کوفہ کے امام ابراہیم النخعیؒ، سب کے سب غلاموں کے گروہ سے تھے۔ سلمان فارسیؓ غلام تھے جن کے بارے میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ سلمان منا اهل البيت: سلمان تو ھم اہل بیت میں سے ہیں۔'' بلال حبشی غلام تھے جن کو حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے: کہ '' بلال سیدنا ومولیٰ سیدنا '' : بلالؓ ہمارے آقا کا غلام اور ہمارا آقا ہے۔ سہیبؓ رومی غلام تھے جنہیں حضرت عمرؓ نے اپنی جگہ مسلمانوں کی امامت کیلئے کھڑا کیا تھا۔ سالمؓ، ابو حذیفہؓ کے غلام تھے جن کے متعلق حضرت عمرؓ نے اپنے انتقال کے وقت فرمایا تھا کہ اگر آج وہ زندہ ہوتے تو میں ان کو خلافت کیلئے منتخب کرتا۔ (۱۳)

تو اسلام نے غلاموں کو ایسے وسیع حقوق دیئے کہ جن کی برکت سے وہ معاشرے میں کہاں سے کہاں تک پہنچے۔ غلامی انہیں ترقی کے اعلیٰ مدارج تک پہنچنے سے کبھی مانع نہ ہوتی تھی جن مراتب تک آزاد لوگ پہنچ سکتے تھے، انہی مراتب و مدارج تک غلام بھی پہنچ سکتے تھے اور پہنچے بھی ہیں۔

خلاصہ:(Summary):

خلاصہ یہ کہ خطبہ حجۃ الوداع حضورؐ کا وہ تاریخی خطبہ ہے جو حقوق انسانی کے اعتبار سے ایک ضابطہ حیات اور دستور اساسی کی حیثیت رکھتا ہے۔ انسانیت کے حقوق کا ایسا علمبردار خطبہ نہ تو اس سے پہلے کسی نے پیش کیا تھا اور نہ قیامت تک کوئی پیش کیا تھا اور نہ قیامت تک کوئی پیش کر سکے گا۔ یہ خطبہ بھی اس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے جس نے باوجود امی ہونے کے حقوق انسانی کا ایک ایسا جامع دستور و منشور پیش کیا کہ عقل اس پر غور کر کے لازمی طور پر اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ یہ کسی انسانی علم کے بس میں نہیں بلکہ الہام خداوندی اور وحی الٰہی کے بغیر ایک امی انسان ایسا قانون وضع نہیں کر سکتا تو یہ خطبہ بھی درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے۔

رہبر انسانیت، پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین بن کر اس دنیا میں مبعوث ہوئے تو انہوں نے انسانیت کو ایک اعلیٰ واشرف مقام دیا۔ معاشرے کے مظلوم اور بے بس طبقات کو ظلم و بربریت سے نجات دلائی۔ مذہب، قرابت، قربت و دوستی، پڑوس وغیرہ مختلف اعتبارات سے انسان کے حقوق متعین کئے حتیٰ کہ جانوروں کے حقوق بھی متعین فرمائے۔

اس خطبہ میں حضورؐ نے نوع انسانی کے ہر صنف و ہر فرد کے حقوق متعین فرمائے۔ آپؐ سے پہلے معاشرے کے ضعیف طبقات عورت اور غلاموں، لونڈیوں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ (۱۴) ۔

"عورت کو تو جانور سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا۔ ننگ و عار کی بنا پر یا مفلسی کے ڈر سے انہیں زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ اور جو زندہ بچ جاتیں، انہیں کسی قسم کے مالکانہ حقوق حاصل نہیں تھے، ترکہ اور میراث میں ان کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ شوہر کے مرنے یا طلاق دینے کی صورت میں انہیں اپنی پسند و اختیار کے مطابق دوسرے نکاح کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ بعینہ ایسا حال غلاموں اور کنیزوں کا بھی تھا۔ حضورؐ نے عورت کو ماں، بیٹی، بیوی اور بہن کے روپ میں الگ الگ حقوق دیئے۔ ترکہ اور میراث کا مستحق بنا دیا۔ غلاموں، کنیزوں کی یہاں تک رعایت کی کہ فرمایا: ان کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور وہی پلاؤ جو تم خود پیتے ہو۔ علاوہ ازیں حضورؐ نے اس خطبے میں غیر مسلم معاہدوں، ذمیوں کے حقوق متعین کئے۔ حکمرانوں پر ان کے جان، مال اور آبرو کی حفاظت لازمی قرار دی۔ اس طرح پڑوسیوں کے حقوق کا تذکرہ فرمایا اور علی العموم ہر مسلمان کے جان، مال اور آبرو کی حرمت کو اس طرح واجب قرار دیا جسطرح حرم شریف میں یوم النحر کی حرمت واجب ہے۔ مختصر یہ کہ آپؐ نے حقوق انسانی کے کسی بھی گوشے کو مخفی نہیں چھوڑا بلکہ ہر طبقے کے حقوق کا تعین فرمایا۔ آج بھی حقوق انسانی کی علمبردار تنظیمیں اپنے اپنے دستوروں کی تشکیل میں اسی خطبے کی خوشہ چین نظر آتی ہیں۔ آپؐ نے جس جس طبقے کے حقوق کا تعین فرمایا، ان کی معقولیت و معنویت ماضی میں بھی مسلم تھی، آج بھی مسلم اور قیامت تک کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ فلاں طبقے کے حقوق عقل سلیم یا فطرت سلیمہ کے خلاف ہیں۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اس خطبے کا حقیقی سرچشمہ وہ ذات ہے جس نے انسان کو پردہ عدم سے وجود میں لایا، جو اس کے ذرے ذرے کو جانتا ہے۔ تو ایسی ذات جب انسان کیلئے حقوق کا تعین کریں وہ لامحالہ معقولیت و افادیت میں کمال درجے تک پہنچ چکی ہوں گی۔ ان کو کوئی بھی چیلنج نہیں کر سکتا" ۔

لہٰذا انسانیت اگر دنیوی و آخروی سعادت کا خواہاں ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس خطبے کو اپنی زندگی کیلئے اسوہ حسنہ اور رول ماڈل بنا کر اس پر عمل پیرا ہو جائے۔ تب کہیں جا کر انسانیت سکھ کا سانس لے سکتی ہے۔

حوالہ جات:

۱. سورہ نجم پارہ ۲، آیت ۳.

۲. خطبہ حجۃ الوداع، اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور ص۲۸. مصنفہ مولانا زاھد الراشدی، بحوالہ مستدرک حاکم ۲۹۴.

۳. خطبہ حجۃ الوداع، اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور ص۲۳. مصنفہ مولانا زاھد الراشدی، بحوالہ مسند احمد ۲۱۲۵۹.

۴. خطبہ حجۃ الوداع، اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور ص۴۳. مصنفہ مولانا زاھد الراشدی.
بحوالہ المعجم الکبیر ۷۶۴۷

۵. صحیح البخاری مصنفہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ. رقم الحدیث: ۴۰۵۴.

۶. خطبہ حجۃ الوداع، اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور، زاھد الراشدی. ص ۳۰،
بحوالہ مسند البزار ۳۷۵۲

۷. صحیح مسلم: رقم الحدیث ۲۱۳۷

۸. الجامع الترمذی: رقم الحدیث ۲۰۶

۹. خطبہ حجۃ الوداع، اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور، زاھد الراشدی ص ۳۲،
بحوالہ مسند الشامین ۸۲۳

۱۰. خطبہ حجۃ الوداع، اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور، زاھد الراشدی ص ۳۹،
بحوالہ جامع البیان ۲۴۴

۱۱. خطبہ حجۃ الوداع، اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور، زاھد الراشدی ص ۴۲،
بحوالہ بیہقی شعب الایمان ۵۳۳۳

۱۲. خطبہ حجۃ الوداع، اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور، زاھد الراشدی ص ۳۲،

بحوالہ مسند احمد ۱۵۸۱۴/۱

۱۳. الجہاد فی الاسلام ص ۲۶۰، ۲۶۱، سید ابو الاعلیٰ مودودی، ناشر: ادارہ ترجمان القرآن لاہور

۱۴. انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر. سید ابو الحسن علی ندویؒ. ص ۹۱، ناشر: مجلس نشریات اسلام. ناظم آباد نمبر ۱، کراچی ۱۸.

......☆☆☆☆☆......

جدید مالیاتی نظام کا اسلامی تصور

مجموعہ مقالات اسلام آباد فقہی سیمینار

منعقدہ ۱۵/مارچ ۲۰۰۲ء

زیراہتمام:...... جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

باہتمام:...... مجلس مشاورت "المباحث الاسلامیہ"

کتاب کے اہم ابواب:۔ شیئرز اور کمپنی کی شرعی حیثیت ☆ قسطوں پر خرید وفروخت کی شرعی حیثیت ☆ کمپنی بورڈ آف ڈائریکٹرز اور شیئر ہولڈرز کا باہمی رشتہ ☆ کرنسی نوٹ کی تین فقہی وضاحتیں ☆ نوٹ ثمن عرفی ہے نہ کہ سند حوالہ ☆ اسلامی بینکاری اور عملی تجاویز برائے غیر سودی بینکاری ☆ اسلامی بینکاری کے مسائل اور ان کے حل کی تجاویز ☆ اسلامی بینکاری عملی خاکہ اور تجاویز ☆ بلاسود بینکاری میں دشواریاں اور ان کا شرعی حل ☆ مرابحاتی کاروبار کی شرعی حیثیت ☆ اسلامی بینکاری میں کمپیوٹر کا استعمال اسلام میں مالیاتی نظام کے مختلف پہلو ☆ اسلام کے مالیاتی نظام کا خاکہ ☆ سفارشات۔ اور بہت کچھ

ہر گھر، لائبریری کی ضرورت۔ علماء طلباء کی اولین پسند

معیاری جلد، کمپیوٹر کمپوزنگ، اعلیٰ کاغذ

صفحات: 319 ہدیہ: 240 روپے

......☆☆☆☆☆......